قسط۔۵

عورت اسلام کی روشنی میں

اسدالعلماء مولانا سید اسد علی صاحب قبلہ الہٰ آبادی

زنا کا ایک خطرناک انجام

زنا کے متعلق اسلام ایک نفسیاتی قانون پیش کرتا ہے کہ اس کا ردعمل ضرور ہوتا ہے جو کسی کے گھر والوں سے زنا کرے گا اس کے گھر والوں سے بھی زنا ہو گی اگر چہ اس کی زندگی کے بعد ہو اور جو دوسروں کے گھر والوں کی طرف نظر عفت رکھے گا اس کے گھر والوں کی طرف بھی نظر عفت پڑے گی۔

زنا کی اور خاصیت یہ ہے کہ خوشحالی کو تنگدستی سے بدل دیتی ہے اور توانگری کے عوض فقیری لاتی ہے ۔ بہت سے گھرانوں کو دیکھنے سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔فسادات اور بدامنی کے دور میں اکثر ایسی ہی عورتوں کی بے حرمتی اور پردہ دری ہوتی ہے جن کے مردوں نے کبھی دوسروں کی عورتوں کے حجاب عزت کو چاک کیا ہے اور ان کی دیوار عصمت میں رخنہ اندازی کی ہے۔

کیا کسی سلکٹ کمیٹی کا بنایا ہوا دستور اور کیا کسی قانون ساز کا بنایا ہوا قانون اس کی گرفت کر سکتا ہے؟ نہیں کبھی نہیں۔ انسانی ساخت کے جتنے قانون ملیں گے ان میں زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ انسان فلاں جرم نہ کرے لیکن اس جرم کے مقدمات جن کا تعلق ظاہری ہاتھ پیر زبان و دہن سے نہ ہو بلکہ ان اعضاء سے ہو جن کے یہ ہاتھ پیر خادم و محکوم ہیں یعنی دل و دماغ تو اس کی روک تھام کے لئے کوئی انسانی ساخت کا قانون موجود نہیں ہاں منصوص من اللہ پیشوایان مذہب اور خصوصاً محمد عربی نے جو قوانین ہم کو بتلائے اور انھوں نے جو دستور دنیا کے سامنے پیش فرمایا اس میں البتہ ڈھونڈے سے یہ نقص نہ ملے گا۔

ان قوانین پر عمل پیرا ہونے کے بعد یہ ذمہ داری لی جاسکتی ہے کہ بغض وحسد کینہ ونفاق عداوت وعناد جن کی سرزمین پر تخم قتل وفساد وظلم وغارتگری نشوونما پاتا ہے بذات خود پیدا ہی نہ ہوگا۔ اسی طرح زنا ، سرقہ وغیرہ کی روک تھام کے لئے ایک حد تک قانون موجود ہے مگر کوئی ایسا قانون نہیں جس کی رو سے خیال زنا وسرقہ پیدا نہ ہو وہ داعیہ جو دعوت گناہ دیتا ہے عالم وجود ہی میں آنے نہ پائے۔ انسان کے بنائے ہوئے قوانین میں یہ مشترک اور نمایاں کمزوری اور ہے کہ اس میں اصول وفروع میں صریح تناقض اور بے ربطی پائی جاتی ہے ۔کلیات کچھ اور ہوتے ہیں اور عمل درآمد کے لئے جو جزئیات مقرر کئے جاتے ہیں ان کا مزاج کچھ اور ہوتا ہے ۔فکر وتعقل کے آسمان پر چڑھ کر ایک نظریہ پیش کر دیا جاتا ہے مگر جب عمل کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو وہ عملی مسائل میں کچھ ایسا گم ہو جاتا ہے کہ اس کو خود اپنا بنایا ہوا اصول یاد نہیں رہتا۔

نظر کی فتنہ گری

تا کہ عریانی وفواحش کے جراثیم ہی انسانی دل ودماغ کے اندر پیدا نہ ہونے پائیں جناب باری عزاسمہ سورۂ نور میں فتنہ نظر کے خطرات سے ایمان والوں کو ہوشیار کرتا ہے ارشاد گرامی ہوتا ہے ۔ (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ) نبی کریم کو حکم ہوتا ہے کہ ایمان داروں

سے کہدو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے۔ یعنی دنیوی حاکم تو فتنہ نظر کو پکڑ نہ سکے مگر خالق سے یہ باتیں نہیں چھپتیں۔

اس کے بعد اس طرح کی پابندی مومنات پر بھی عائد کی جاتی ہے کہ وہ بھی نظریں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی نگرانی کریں۔

اس کے بعد اور مزید احتیاطی تدبیریں عمل میں لائی جاتی ہیں کیونکہ قدرت مزاج انسانی سے خوب واقف ہے کہ اور مواقع عصیاں پر چاہے وہ اپنے نفس کو روک لے مگر یہ وہ منزل ہے جہاں پاؤں پھسل ہی جاتا ہے یہاں کمیت نفس کو بھرپور طاقت سے قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے چنانچہ اسی ارشاد کے ضمن میں کچھ اور ہدایتیں کی جاتی ہیں پہلی ہدایت تو یہ کہ (اِلاّ یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلاّ مَا ظَھَرَ مِنْھا) اپنے بناؤ سنگار کے مقامات کو کسی پر ظاہر نہ کریں۔ مگر جو خود بخود ظاہر ہو چھپ نہ سکتا ہو۔

دوسری ہدایت یہ کی گئی کہ (وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ علیٰ جُیُوْبِھِنَّ) اپنی اوڑھنیوں کو گھونگھٹ مار کے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں تا کہ چہرہ نظر نہ آئے کیونکہ یہ بھی ارتکاب فواحش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ تیسری ہدایت یہ کی گئی کہ (وَلاَ یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلاّ لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ آبَآئِھِنَّ اَوْ آبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ ھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخْوَانِھِنَّ اَوْبنا اخواتھن او نِسَآءِ ھِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ اَوِالتَّابِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یُظْھَرُوْا علیٰ عَوْراتِ النِّسَآءِ) یعنی ان کو اپنا بناؤ سنگار کسی پر ظاہر کرنے کا حق نہیں سوا مندرجہ ذیل فہرست کے کہ ان پر تو وہ اپنی زیب و زینت ظاہر کر سکتی ہیں وہ لوگ جو مستثنیٰ ہیں یہ ہیں۔

شوہر، باپ، دادا، خسر، بیٹا، شوہر کا بیٹا (کسی اور زوجہ سے) بھائی بھتیجا، بھانجا، اپنی قسم کی عورتیں، اپنی کنیزیں، گھر کے وہ لوگ جو قیام وطعام کی سہولت کے لئے ساتھ لگے ہوئے ہیں انھیں کچھ اور مطلب نہیں عقل میں فتور ہے فاقدالادراک ہیں مردصورت ضرور ہیں مگر عورتوں سے سروکار نہیں۔ وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردے کی بات نہیں سمجھتے۔ بس ان کے علاوہ اور سب سے پردہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ بھائی، بھتیجا، بھانجا، خسر حقیقی ہوں یہ نہیں کہ جن کو بھی ان الفاظ سے یاد کیا جائے اور عرف میں بھائی، بھتیجا، بھانجا، خسر کہا جائے بس ان کے سامنے ہو سکتے ہیں۔

آواز کی فتنہ گری

چوتھی ہدایت جو کہ انتہائی احتیاطی تدبیر ہے یہ کی جاتی ہے کہ (وَلاَ یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتَھِنَّ) چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو جھنکار سنائی دے اور پوشیدہ آرائشوں کی اطلاع ہوجائے یہ ہدایت فتنہ آواز سے محفوظ رکھنے کی غرض سے کی گئی۔ بسا اوقات زبان خاموش رہتی ہے مگر دوسری حرکتوں سے سامعہ پر اثراندازی ہوتی ہے کیونکہ نیت خراب ہے قانون الٰہی اس کی گرفت کرتا ہے اور اپنے بندوں کو ہوشیار و متنبہ کرتا ہے کہ یہ یہی ایک بدانجام فتنہ ہے۔

ان تمام ہدایات کی غرض یہ ہے کہ گناہ کی طرف دعوت دینے والا عنصر دل ودماغ میں پیدا ہی نہ ہونے پائے۔ جب گناہ کے مقدمات ہی دائرہ عمل میں نہ آئیں گے تو اصل نافرمانی کا صدور کیونکر ہوگا۔

زبان کی فتنہ گری

کی طرف یوں اشارہ کیا جاتا ہے کہ سورۂ احزاب میں اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے (اِنِ التَّقَیْتُنَّ فَلاَ تَخْضَعْنَ

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِی فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفا) اگرتم کو پرہیزگاری منظور ہے تو اجنبی آدمی سے بات کرنے میں نرم نرم لگی لپٹی بات نہ کروتا کہ جس کے دل میں شہوت زنا کا مرض ہے وہ کچھ اور آرزو نہ کرے اور صاف صاف بعنوان شائستہ بات کیا کرو نہ اس طرح کہ کوئی تم سے کچھ امیدیں وابستہ کرلے۔عورت اور مرد دونوں کو اس سے منع کیا گیا ہے کہ اپنے پوشیدہ ازدواجی معاملات کو لوگوں سے بیان کریں کیونکہ اس سے شوق پیدا ہوتا ہے۔فحش کی اشاعت ہوتی ہے۔

خوشبو کی فتنہ گری

خوشبوان قاصدوں میں سے ایک ہے جو ایک گنہگار نفس کا پیغام دوسرے گنہگار نفس تک پہونچاتی ہے اس فتنہ کو حقیر نہ جانیئے یہ خبر رسانی اور خواہشات کی برانگیختگی کا سب سے لطیف ذریعہ ہے دوسرے لوگ اس کو معمولی خیال کریں مگر اسلامی غیرت اتنی حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے۔قانون اسلام کی مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستے سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے۔

لباس کے متعلق اسلامی نظریہ

اسلامی نظریہ ہے کہ لباس ستر کی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہے زینت ایک زائد چیز ہے یہ کوئی اہم غرض نہیں ہے لیکن جدید معاشرت یہ بتاتی ہے کہ لباس زینت و آرائش کی غرض کو پورا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے ان کے نزدیک ستر کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے اسی لئے زینت کے پیچھے عریانی میں کوئی مضائقہ نہیں مردوں اور عورتوں کو جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں کچھ باک نہیں یہ دنیا کی مہذب ترین قوموں کا حال ہے جن کا خیال ہے کہ ہم تہذیب و ثقافت کا گہوارہ ہیں ہم نے عالم کو درس آدمیت دیا ہم نے اقوام عالم کو کھانا پینا، رہنا سہنا سکھایا مگر غور کرنے کے بعد اور تعصب کی عینک کو اتار کر دیکھنے کے بعد نہایت آسانی سے یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ لباس وستر کے باب میں اسلام نے انسانی شرم و حیاء کی جس قدر صحیح اور مکمل نفسیاتی ترجمانی کی ہے اس کا جواب دنیا کی کسی تہذیب میں نہیں پایا جاتا ہے۔

قانون اسلام مرد وعورت دونوں کو اپنے جسم کے ان حصوں کے چھپانے کا قطعی حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے صنفی کشش پائی جاتی ہے اور جن کے بے نقاب رہنے میں جذبات کی دنیا میں بدامنی کا گمان غالب ہے۔(ملعون من نظر الی سؤۃ اخیہ) جو اپنے برادر کی شرمگاہ کی طرف نظر کرے ملعون ہے برادر سے برادر حقیقی نہیں بلکہ برادر ایمانی مراد ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے (لا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا المراۃ الی عورۃ المرأۃ) مردوں کو مردوں کی شرمگاہ دیکھنا اور عورتوں کو عورتوں کی شرمگاہ دیکھنا جائز نہیں اور جب ہم صنف میں یہ جائز نہیں تو غیر صنف میں کب جائز ہوگا۔

مخصوص مباشرت کے وقت بھی بالکل برہنگی بنظر استحسان نہیں دیکھی گئی اور کچھ ملبوس رہنے کا حکم دیا گیا اور ہمہ تن برہنگی کی گدھوں سے تمثیل دی گئی۔

تنہائی میں بھی برہنہ رہنا خلاف تہذیب ومروت قرار دیا گیا ایک بار جناب رسول خدا ایک چراگاہ میں تشریف لے گئے وہاں جاکر دیکھا کہ اونٹ چر رہے ہیں جو کہ زکوٰۃ کے ہیں اور ان کا چرواہا جنگل میں ہمہ تن برہنہ لیٹا ہوا ہے آپ نے اسی وقت اس کو برطرف کر دیا اور فرمایا کہ بے حیا ہمارا کارندہ نہیں رہ سکتا۔

